خاتم النّبیّن صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار

از

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

حضرت مرزا صاحبؑ کے آنے سے رسولِ کریم ﷺ کی کیا فضیلت ظاہر ہوئی

(حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۱؍اپریل ۱۹۲۰ء کو سیالکوٹ میں ایک دعوت کے موقع پر جس میں ایک غیر احمدی صاحب کی طرف سے یہ سوال پیش کیا گیا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے آنے سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا فضیلت ظاہر ہوئی۔ حسب ذیل تقریر فرمائی)

ایک سوال

ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد مذہبی دُنیا میں کوئی ایسا تغیر ہو سکتا ہے جو اسلام اور خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے خلاف ہو۔ اگر کوئی ایسی بات ہو کہ جس کا اثر اسلام کی ترقی اور فضیلت کے خلاف پڑتا ہو یا اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت نہ ظاہر ہوتی ہو تو وہ اسلام کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی۔ پس جبکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام کے سوا اور کوئی ایسا مذہب نہیں جو ساری خوبیوں کا مجموعہ ہو تو ہم سے اس بات کا مطالبہ کرنا کہ مرزا صاحبؑ کے آنے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیا زیادتی ہوئی اور اسلام کی کون سی خوبی ظاہر ہوئی بالکل بجا اور درست ہے۔ اور جب تک کوئی احمدی اس مطالبہ کو پورا نہ کرے اس وقت تک وہ احمدی کہلانے کا مستحق نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی اپنی نادانی اور غفلت سے اس بات کی طرف توجہ نہ کرے۔ لیکن توقع کی جاتی ہے کہ ہر ایک سمجھدار جو اپنے آپ کو کسی مذہب کی طرف منسوب کرتا ہے وہ کسی ایسی بات کو نہ مانے جس

سے اس کے مذہب کی عظمت اور شان میں اضافہ نہ ہوتا ہو۔ پس جب ہم یہ کہتے ہیں کہ احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ اسلام ہی ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس سوال کی طرف توجہ کریں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے آنے سے اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی خوبی اور عظمت کا اظہار ہؤا۔ اور جب تک ہم یہ نہ ثابت کر دیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اسلام کی فلاں خوبی کا ثبوت پیش کیا اس وقت تک ہمارا کوئی حق نہیں ہے کہ کسی کو آپؑ کے قبول کرنے کی دعوت دیں اور وہ اس دعوت کو قبول کرے۔ ایک سکھ ایک عیسائی ایک یہودی کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ کسی ایسی خوبی کا مطالبہ کرے لیکن ہر ایک مسلمان کہلانے والے کے لئے ضروری ہے کہ یہ معلوم کرے۔ پس میں اس وقت اس مطالبہ کو سن کر بہت خوش ہؤا ہوں اور اس کا جواب دیتا ہوں۔

رسول کریمؐ کی فضیلت سے مراد

میرے نزدیک حضرت مرزا صاحبؑ کے ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو معلوم کرنے سے پہلے یہ غور کرنا ضروری ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت سے مراد کیا ہے؟ اگر تو کہا جائے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے آنے سے کوئی ایسی نئی بات نکل آئی ہو جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ اور منصب میں زیادتی ہوگئی ہو اور جب تک وہ نہ تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ درجہ حاصل نہ تھا جو اس کے بعد حاصل ہؤا تو اسلام کے اندر رہ کر یہ کوئی سچا خیال نہیں ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت رسول کریمؐ میں موجود ہے اور ہر ایک درجہ جو انسان کو حاصل ہو سکتا ہے وہ آپؐ کو حاصل ہے۔

پس حضرت مرزا صاحبؑ کے آنے سے رسول کریمؐ کی فضیلت ثابت ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کا اظہار ہو، نہ یہ کہ کوئی فضیلت رسول کریمؐ کو حاصل نہ تھی وہ حاصل ہوگئی۔ اور نہ یہ کہ آپؐ کے درجہ میں کوئی کمی تھی وہ پوری ہوگئی۔ پس ہم یہ دیکھیں گے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا فضیلت ظاہر کی۔ عام لوگ ناواقفیت کی وجہ سے یہ سوال کیا کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں کون سی کمی تھی جو مرزا صاحب نے پوری کی۔ ہم کہتے ہیں یہ سوال ہی ٹھیک نہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کمی کے ساتھ نہیں آئے تھے بلکہ کامل ہو کر آئے تھے اور ہم اس بات کے مدعی نہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی کمی کو پورا کیا ہے بلکہ ہمارا تو یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے آئے تھے اور اگر یہ بات نہ پائی جائے تو حضرت مرزا صاحبؑ کی بعثت باطل ہو جاتی ہے۔

آپ کی بعثت سے مراد وہ دعاوی ہیں جو آپؐ نے کئے۔ اس لئے ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ان دعوؤں سے اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ظاہر ہوتی ہے یا نہیں۔

حضرت مرزا صاحبؑ کا دعوٰی نبوت

حضرت مرزا صاحبؑ نے دعوٰی کیا ہے کہ اسلام کی شان کے اظہار کے لئے مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں۔ ایسا دعوٰی کرنے والے کو عربی میں نبیؔ، رسوؔل اور ماموؔر کہتے ہیں۔ ہندوستانی میں اوتار اور انگریزی میں پرافٹ (PROPHET) وغیرہ۔ حضرت مرزا صاحبؑ کا یہ دعوٰی ہے جس کے مختلف زبانوں میں مختلف نام ہیں۔ ان سے درجہ کے بڑے چھوٹے ہونے کا تعلق نہیں بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فلاں انسان خدا کی طرف سے ہے۔ اس کے ماتحت ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے جو رسول ہونے کا دعوٰی کیا ہے اس سے کس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کا دعوٰی تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو یہ پیشگوئی ہے کہ میرے خدام میں سے مہدی ہوگا وہ مَیں ہوں۔ اسی طرح اسلام میں پیشگوئی ہے اور مسیحیت میں بھی ہے کہ حضرت مسیحؑ دوبارہ آئیں گے اور یہود کی کتابوں میں بھی یہی لکھا ہے اس کا مصداق مَیں ہوں اور میرا نام مسیح ہے۔ اسی طرح انہوں نے اپنا نام کرشن بتایا۔ جیسا کہ ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب گناہ پھیل جائے گا تو اس وقت کرشنؑ آئیں گے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کا دعوٰی ہے کہ یہ سب نام مجھے دیئے گئے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کو یہ نام دیئے جانے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

سب مذاہب کے موعود

اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ تمام مذاہب میں آخری زمانہ میں ایک آنے والے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ حتّٰی کہ زرتشتی مذہب کی کتاب جاماسپی میں بھی لکھا ہے کہ میری اولاد سے ایک نبیؔ آئے گا جس کا نام موسیو زربھی ہوگا۔ پھر بدھوں کی کتابوں میں بھی آنے والے کی پیشگوئی ہے۔ غرض تمام مذاہب میں خبر دی گئی ہے۔ اب قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک انسان کے اتنے نام کیوں رکھے گئے۔ چنانچہ عام طور پر لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے اتنے نام بتاتے ہیں۔ ایک آدمی کے جسم میں اتنے آدمیوں کی رُوحیں کیونکر داخل ہوگئیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کی عظمت ثابت کرنے کے لئے یہ طریق رکھا ہے۔ لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں شیطان اور آدم کی جنگ ہوگی۔ اور وہ جنگ خدائی اور شیطانی فوجوں کی آخری جنگ ہوگی۔ اس وقت شیطان اپنا سارا زور لگائے گا اور اتنا لگائے گا کہ پہلے

اس نے کبھی نہیں لگایا۔ پھر وہ فتنہ ایسا ہوگا جس کی خبر حضرت نوحؑ سے لے کر سارے انبیاء دیتے آئے ہیں۔ ایسے فتنہ و شر کے زمانہ میں ضروری تھا کہ اسلام کی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ کوئی خاص ہی سامان کرتا۔ کیونکہ اس نے خود وعدہ کیا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: ۱۰) کہ ہم نے ہی اس ذکر کو اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ یہ حفاظت کا لفظ بتاتا ہے کہ اسلام پر مخالفین کی طرف سے بار بار حملے ہوں کیونکہ حفاظت اسی چیز کی کی جاتی ہے جس کے اُٹھا لے جانے یا بگاڑ دینے کا خطرہ ہو۔ تو معلوم ہوا کہ قرآن خطرہ میں ہوگا اور خدا اس کی حفاظت کے سامان کرے گا اس وعدہ کے مطابق ضروری تھا کہ اس وقت جبکہ شیطان کا اسلام پر آخری حملہ ہونا تھا اور چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد ثابت ہو چکا تھا کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اس لئے اس کے قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ انتظام کیا کہ ہر مذہب میں پیشگوئی کرادی کہ آخری زمانہ میں ایک نبی آئے گا اور ہر مذہب کو چونکہ اپنے ہی مذہب سے تعلق رکھنے والے کے ساتھ سب سے زیادہ اُلفت ہوتی ہے۔ مثلاً عیسائیوں کو حضرت مسیحؑ سے، ہندوؤں کو کرشن جی سے، مسلمانوں کو مہدی سے اس لئے ہر ایک مذہب میں اسی مذہب سے تعلق رکھنے والے کے آنے کی پیشگوئی کرادی اور وہ اپنی اپنی جگہ اُمید لگائے بیٹھے رہے کہ ہم میں آئے گا۔ یہ تدبیر کرکے خدا نے ایک ہی انسان کو مقرر کر دیا تاکہ جب وہ آئے تو کسی مذہب والے کو اس کے ماننے میں عذر نہ ہو سکے۔ تو سب پر حجت قائم کرنے کے لئے یہ تدبیر کی کہ ہر مذہب والوں سے آنے والے کا نام الگ الگ رکھا دیا۔ مگر دراصل وہ ایک ہی انسان تھا تاکہ جب وہ آئے تو اس کا فیصلہ ماننے میں کسی کو عذر نہ ہو۔ یہ ایسی مثال ہے جیسا کہ ایک بات کا تصفیہ کرانے کے لئے چند آدمی پنچ مقرر کرلیں اور وہ ان کا فیصلہ کردے۔ اسی طرح پارسیوں نے کہا موسیوزربھی جو فیصلہ کرے گا اسے ہم مان لیں گے۔ عیسائیوں نے کہا مسیحؑ جو فیصلہ کرے گا وہ ہم قبول کرلیں گے۔ مسلمانوں نے کہا مہدی جو فیصلہ کرے گا وہ ہم تسلیم کرلیں گے۔ اس طرح جب سب مذاہب والے تیار ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو بھیج دیا جس میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی تھیں جو ہر ایک مذہب نے آنے والے کے لئے مقرر کی ہوئی تھیں۔ اس کے متعلق گو ابتداء میں مخالفت کریں لیکن جب غور کریں گے اور مقررہ علامات کو پورا ہوتا دیکھ لیں گے تو مان لیں گے۔ اس انسان کو خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں میں سے بھیجا جس نے اسلام کی صداقت ثابت کی اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ظاہر ہوئی۔

تمام مذاہب میں آنیوالے کا ایک نام کیوں نہ رکھا گیا

کوئی کہہ سکتا ہے کہ اگر ایک ہی شخص نے آنا تھا تو تمام مذاہب میں اس کا ایک ہی نام کیوں نہ رکھا گیا۔ مگر بات یہ ہے کہ اگر ایک ہی نام ہوتا تو جن لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ ہم میں نہیں ہوگا وہ اس کے آنے کی پیشگوئی کو مٹانا شروع کر دیتے۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے آنیوالے کا نام ان کی اپنی زبان میں رکھا اس لئے انہوں نے سمجھا کہ ہم میں سے ہی آئے گا اور اس کے آنے کی اُمید لگائے بیٹھے رہے کہ اس کے فیصلہ کو مانیں گے۔

یہ تدبیر کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے اس خدا نے جو حکمت کے ماتحت کام کرتا ہے کہ سب مذاہب میں پیشگوئی کرا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے اس کا مصداق بھیج دیا۔

اب اس بھیجے ہوئے پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے کامل انسان ہوئے ہیں کہ ان کے بعد کسی اور نبی کے آنے کی ضرورت نہیں مگر مرزا صاحبؑ کا دعویٰ ہے کہ میں نبی ہوں پھر ہم ان کا یہ دعویٰ کیونکر مان سکتے ہیں۔ ان کے اس فعل سے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایسا دعویٰ کیا ہے جس سے اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ظاہر نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے برخلاف نتیجہ نکلتا ہے۔

اس کے لئے ہم یہ دیکھیں گے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٰ نبوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور قدرت کو بڑھانے والا ہے یا کم کرنے والا۔ مَیں سمجھتا ہوں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے سے کم ہوتی ہے تو پھر کسی مسلمان کو اپنا یہ خیال بدلنے میں کوئی عذر نہ ہونا چاہئے۔

وفاتِ مسیحؑ

اس میں شک نہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے لیکن اس کے متعلق بیان کرنے سے قبل میں ایک اور عقیدہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جو حیاتِ مسیحؑ کا عقیدہ ہے اس کے متعلق جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہ یہی ہے کہ حیاتِ مسیحؑ کے عقیدہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک ہے اور مجھے تو اس پر سخت جوش آجاتا ہے کہ کیوں اس طرح حضرت مسیحؑ کو رسول کریمؐ سے بڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ دُنیا میں کوئی ایسی لغو حرکت نہیں کرتا جیسی حضرت مسیحؑ کو زندہ ماننے والے کرتے ہیں۔ عام طور پر لوگ اپنے استاد اور اپنے بزرگ کو بڑھا کر پیش کیا کرتے ہیں لیکن مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سب سے بڑا درجہ دیا ہے اس کو

بھی گھٹاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہو چکے ہیں لیکن حضرت مسیحؑ کو خدا تعالیٰ نے آج تک سنبھال کر رکھا ہؤا ہے اور صاف بات ہے کہ اسی چیز کو سنبھال کر رکھا جاتا ہے جو اعلیٰ ہو۔ پھر کہا جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت جب بگڑ جائے گی تو اصلاح کے لئے موسوی سلسلہ کا رسول حضرت عیسیٰؑ آئیں گے۔ حالانکہ ان کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو میری اتباع کرتے۔ (الیواقیت والجواہر مؤلفہ امام عبدالوہاب شعرانی جلد ۲ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ) تعجب ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی اصلاح کا حضرت عیسیٰ پر انحصار رکھنے والوں کو غیرت بھی نہیں آتی۔ جن لوگوں میں غیرت ہوتی ہے وہ کبھی پسند نہیں کرتے کہ دوسروں سے مدد لیں۔ عمان ایک چھوٹی سی ریاست ہے اس میں جب ایک دفعہ بغاوت ہوئی تو ہندوستان سے تار دیا گیا کہ اگر ضرورت ہو تو ہم مدد دیں۔ اس کا جواب اس ریاست کے سلطان نے یہ دیا کہ جب تک ہم میں جان ہے ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت نہیں۔ تو ہر ایک شخص جو غیرت رکھتا ہے وہ کسی دوسرے سے امداد کا متمنی نہیں ہوتا مگر مسلمان کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی اصلاح حضرت مسیحؑ آکر کریں گے۔

حیاتِ مسیحؑ کے عقیدہ سے اسلام پر حملہ

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات یافتہ اور حضرت مسیحؑ کو زندہ ماننے سے اسلام پر ایسا خطرناک حملہ ہوتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور حملہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ عیسائیوں کی طرف سے بیسیوں ٹریکٹ اسی بات کے متعلق شائع ہوتے رہتے ہیں کہ مُردہ اچھا ہوتا ہے یا وہ جو زندہ آسمان پر موجود ہو۔ چونکہ حضرت مسیحؑ زندہ ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہو گئے اس سے معلوم ہؤا کہ حضرت مسیحؑ کا درجہ ان سے بڑا ہے۔ اسی بات کو پیش کر کے عیسائی لاکھوں کی تعداد میں ٹریکٹ شائع کرتے رہتے ہیں اور مسلمانوں میں سے ایک بھی نہیں جو ان کا کوئی معقول جواب دے سکے۔ اس وقت پتہ لگتا ہے کہ وہی عقیدہ درست ہے جو حضرت مرزا صاحبؑ نے پیش کیا ہے کہ حضرت مسیحؑ فوت ہو گئے ہیں۔ ہم نے عیسائیوں کے اس قسم کے ٹریکٹوں کے جواب اس لئے نہ دیئے کہ دیکھیں حضرت مسیحؑ کو زندہ ماننے والے کیا جواب دیتے ہیں۔ آخر ہمارے پاس مسلمانوں کی طرف سے خطوط آئے کہ آپ لوگ کیوں ان کا جواب نہیں دیتے جس سے ثابت ہو گیا کہ ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور وہ لوگ جو حضرت مسیحؑ کو زندہ مانتے ہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ کیا خدا تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ حضرت مسیحؑ کو زندہ آسمان پر اُٹھا لے۔ ہم کہتے ہیں خدا تعالیٰ قادر ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ خدا نے ایسا کیا یا نہیں؟ ہم پوچھتے ہیں۔ کیا خدا قادر

نہیں کہ انسان کے تین سر بنا دیتا ؟ قادر ہے مگر اس نے بنائے تو نہیں۔

پس خدا تعالیٰ کا قادر ہونا اور بات ہے اور کوئی کام کرنا الگ بات ہے چونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو زندہ آسمان پر نہیں اُٹھایا اس لئے ہم یہ بات نہیں مان سکتے کہ وہ زندہ اسی خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر موجود ہیں اور کسی زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی اصلاح کے لئے دنیا میں آئیں گے۔

حیاتِ مسیح کے عقیدہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک

پھر حضرت مسیح کو زندہ آسمان پر ماننے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک ہوتی ہے کیونکہ اگر کسی نبی نے زندہ رہنا ہوتا تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے تھے۔ چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو یہی خیال پیدا ہوا اور حضرت عمرؓ جیسا جلیل القدر انسان ہاتھ میں تلوار لے کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں تو میں اس کا سر اُڑا دوں گا۔ تمام صحابہؓ جو بڑے دلیر اور بہادر تھے کسی نے ان کی تردید نہ کی۔ اس وقت وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کے لئے کھڑا کیا اس نے آکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا اور سب کو مخاطب کر کے کہا۔ سنو! وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ (آل عمران: ۱۴۵) کہ محمدؐ نہیں تھے مگر اللہ کے رسول آپؐ سے پہلے جتنے رسول تھے وہ فوت ہو گئے۔ اگر آپؐ بھی فوت ہو گئے تو کیا تم ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ پھر اس کے بعد کہا۔ لوگو! سنو! مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ (بخاری کتاب المناقب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لوکنت متخذاً خلیلاً) کہ جو محمدؐ کی عبادت کرتا ہے وہ دیکھ لے کہ آپ فوت ہو گئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ سُن لے کہ اللہ زندہ ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جب ابوبکرؓ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی تو مجھے معلوم ہوا کہ رسول کریمؐ فوت ہو گئے ہیں۔ اس وقت وہ کانپنے لگے اور گر گئے۔ پھر لکھا ہے کہ صحابہؓ گلیوں میں روتے پھرتے اور حسانؓ کا یہ شعر پڑھتے کہ:

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

(دیوان حسان بن ثابت صفحہ ۹۱ مطبوعہ بیروت ۱۹۶۶ء)

تُو ہماری آنکھوں کی پُتلی تھا جب تو نہ رہا تو پھر خواہ کوئی مرے ہمیں کچھ پرواہ نہیں۔ یہ وہ محبت

تھی جو صحابہؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ اگر حضرت عیسٰیؑ زندہ ہوتے تو صحابہؓ کیوں یہ نہ کہتے کہ جب حضرت مسیح زندہ ہیں تو کیوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نہیں رہ سکتے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہونے والے اور آپؐ کی عظمت دل میں رکھنے والے یہ ہتک سمجھتے تھے کہ آپؐ فوت ہو جائیں۔ لیکن جب حضرت ابوبکرؓ نے قرآن کریم کی آیت پڑھی تو ان کی آنکھیں کُھل گئیں اور انہوں نے معلوم کر لیا کہ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سارے نبی فوت ہو گئے ہیں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے۔ ورنہ اگر حضرت مسیحؑ زندہ ہوتے تو صحابہؓ کبھی یہ نہ مانتے کہ وہ تو زندہ رہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں۔

حیاتِ مسیح کے عقیدہ سے خُدا کی ہتک

پھر حضرت مسیحؑ کو زندہ ماننے سے خدا تعالیٰ کی بھی ہتک ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سے ماننا پڑتا ہے کہ جس طرح ایک غریب شخص کو کوئی اچھی چیز مل جاتی ہے تو وہ اسے سنبھال کر رکھ چھوڑتا ہے کہ پھر استعمال کروں گا۔ اسی طرح نَعُوْذُ بِاللّٰہِ خدا تعالیٰ سے چونکہ حضرت مسیحؑ ایک ایسا نبی بن گیا تھا جیسا وہ پھر نہیں بنا سکتا تھا اس لئے اس کو سنبھال کر رکھ چھوڑا کہ جب ضرورت پڑے گی اس کو نکال لیا جائے گا۔ تو حضرت مسیحؑ کو زندہ ماننے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ہتک ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کی بھی کیونکہ حضرت مسیحؑ کو زندہ رکھنے سے خدا تعالیٰ کے قادر ہونے کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ اس کے برخلاف ظاہر ہوتا ہے کیونکہ قدرت تو یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ چاہے اس جیسا نبی بنا لے۔

پس حیات مسیحؑ کے عقیدہ سے اسلام پر سخت زد پڑتی ہے جس کو حضرت مرزا صاحب نے آکر دُور کیا ہے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کے دعوٰئ نبوت سے رسول کریمؐ کی فضیلت

پھر حضرت مرزا صاحبؑ کا دعوٰئ نبوت ہے۔ دُنیا میں عزت ایک نسبتی امر ہے اور اس کا اظہار اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کے متعلقات کو دیکھا جائے۔ مثلاً جمعدار کا لفظ ہے۔ ایک فوج کا جمعدار ہوتا ہے اور ایک میونسپلٹی کے چوہڑوں کا۔ ان میں سے فوج کا جمعدار کیوں معزز سمجھا جاتا ہے اسی لئے کہ اس کے ماتحت معزز افسر اور سپاہی ہوتے ہیں۔ لیکن میونسپلٹی کے محکمہ صفائی کے جمعدار کے ماتحت چوہڑے ہوتے ہیں۔ تو کسی کی بڑائی کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ اس کے نیچے بڑے بڑے آدمی ہوں۔ دیکھو ایک نو فٹ لمبی چیز کیوں بڑی ہوتی ہے اسی لئے کہ اس کے نیچے

۷ فٹ ۸ فٹ اور ساڑھے آٹھ فٹ تک کی ویسی ہی چیزیں رکھی جاسکتی ہیں۔ تو بڑائی کے یہی معنی ہیں کہ اس کے جو ماتحت ہوں ان کو دیکھا جائے جس قدر کسی کے ماتحت بڑے ہوں گے اسی قدر اس کا درجہ بڑا ہوگا۔ ورنہ بڑائی کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَیں خاتم النبیین ہوںؑ اور خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ ہمارا ایسا محبوب ہے کہ جو اس سے محبت کرے وہ بھی ہمارا محبوب بن جاتا ہے اب اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پر یہ خیال کر لیا جائے کہ نبوت جو خدا تعالیٰ کا ایک انعام اور فضل ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے بند ہو گیا ہے تو یہ ایسی ہی بات ہے جیسا کہ ایک دریا بہہ رہا ہو اور بڑا پہاڑ اس میں گر کر اس کو بند کر دے۔ گویا یہ کہنا پڑے گا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے قبل دریائے نبوت جاری تھا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ اس میں پہاڑ کی طرح آپڑے اور اس کو روک دیا۔ اب اگر پھسل کر اس دریا کا پانی نکل جائے تو نکل جائے ورنہ پہلے کی طرح وہ نہیں بہہ سکتا۔ لیکن یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور عظمت کی علامت نہیں بلکہ عظمت کی علامت تو یہ ہے کہ پہلے سے زیادہ زور کے ساتھ فیضانِ نبوت جاری ہو۔ پس اگر آپ کا درجہ بڑا ہے اور واقع میں بڑا ہے تو ضروری ہے کہ آپؐ کے ماتحت بھی بڑے بڑے انسان آپؐ کی اُمت سے پیدا ہوں۔ مثلاً یہ جو کہتے ہیں کہ فلاں جرنیل ہے تو اس کی عظمت اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ کرنیل اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے جتنے بڑے بڑے انسان پیدا ہوں اتنی ہی آپؐ کی زیادہ عظمت کا اظہار ہوگا۔

ہاں اگر کوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے آزاد ہو کر اور آپؐ کی اتباع چھوڑ کر نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو اس سے آپؐ کی ہتک ہوگی۔ لیکن حضرت مرزا صاحبؑ تو کہتے ہیں۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۸۵، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۵)

کہ خدا کے بعد مَیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عشق میں سرشار ہوں اگر اس کا نام کُفر ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔ کیا ایسے نبی کے متعلق کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسے نبی تو جتنے بھی آئیں ان کے آنے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ظاہر ہوگی۔

پھر ایک حدیث میں آتا ہے۔ لَوْ کَانَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی حَیَّیْنِ مَا وَسِعَھُمَا اِلَّا

ؑ بخاری کتاب المناقب۔ باب خاتم النبیین

اِتِّبَاعِیْ (الیواقیت والجواہر مؤلفہ امام عبدالوہاب شعرانی جلد ۲ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ) کہ اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو ان کے لئے سوائے اسکے چارہ نہ ہوتا کہ میری اتباع کرتے۔ اس حدیث کے متعلق عیسائی اور یہودی کہہ سکتے ہیں کہ یونہی بیٹھے بیٹھے دعویٰ کر دیا اس کا کیا ثبوت ہے کہ اگر عیسیٰؑ اور موسیٰؑ زندہ ہوتے تو ان کی اتباع کرتے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کا جواب دیں اور وہ جواب یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے ایک انسان کو کھڑا کر کے اس کا نام موسیٰؑ اور عیسیٰؑ رکھ دیا اور وہ آپؐ کا غلام کہلایا اس نے آکر چیلنج دیا کہ آؤ جو کچھ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا گیا تھا وہ مجھ میں دیکھ لو۔ لیکن یہ کوئی میری فضیلت نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہے کیونکہ جو کچھ مجھے ملا ہے وہ آپ ہی کے طفیل اور آپؐ ہی کی وجہ سے ملا ہے۔ پس اس طرح حضرت مرزا صاحبؑ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ظاہر کی ہے۔

آخری نبی کا مطلب

اب رہا یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو آخری نبی تھے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ آخری کے یہ معنی نہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ یہ ہیں کہ آپؐ جیسا کوئی نبی نہیں ہوگا۔ جو شان، جو رُتبہ، جو درجہ آپؐ کو حاصل ہے وہ اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا اور آپؐ سے علیحدہ ہو کر کوئی نبی نہیں بن سکے گا۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری حدیث اس کی تصدیق کرتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری مسجد آخری مسجد ہے (مسلم کتاب الحج باب فضل الصلوٰۃ بمسجدی مکۃ و المدینۃ) اب کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد دنیا میں اور مسجدیں بنائی گئیں یا نہیں؟ اگر بنائی گئیں تو پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہوا یہی کہ یہ مسجدیں غیر نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے نقش کے مطابق ہی بنائی گئی ہیں۔ یہی بات ہم کہتے ہیں کہ اگر ایسا نبی آئے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہو نہ کہ آپؐ سے الگ تو اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ہتک نہیں اور اس کا آنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخرالانبیاءؑ ہونے کے خلاف نہیں لیکن اگر کوئی ایسا نبی بھی نہیں آسکتا تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد کوئی مسجد بھی نہیں بنائی جا سکتی کیونکہ اس حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد کو آخری مسجد قرار دیا ہے۔

بات اصل میں یہ ہے کہ جوں جوں کسی قوم کا حوصلہ پست ہوتا جاتا ہے وہ بڑے مدارج کا حاصل کرنا محال سمجھ کر چھوٹی چھوٹی باتوں پر گرنا شروع کر دیتی ہے لیکن انبیاءؑ اپنی جماعتوں کے لئے چھوٹے مقاصد قرار نہیں دیتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی اُمت کو بہت بڑے درجہ کی طرف لے جانا چاہا ہے چنانچہ سورہ فاتحہ میں یہ دُعا سکھلائی ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ

اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ اور دوسری جگہ اس کی تشریح کر دی ہے کہ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (النساء : ۷۰) جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اس کو نبی صدّیق اور شہید بنایا جاتا ہے۔ایک مسلمان روز کم از کم پچاس دفعہ یہ دُعا مانگتا ہے اور چونکہ اسلام سب سے اعلیٰ مذہب ہے اس لئے اس نے مسلمانوں کا مطمح نظر بھی سب سے اعلیٰ قرار دیا ہے اور یہ اسی طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اس کی طرف بڑھیں۔پہلے مسلمانوں میں اس قسم کی کمزوری اور پست ہمتی نہ تھی جیسی کہ آج کل پائی جاتی ہے۔چنانچہ پہلے کئی بزرگوں نے صاف طور پر لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے اور عام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنے والا مسیح نبی ہوگا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ وہ نبی ہوگا۔اب اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے سے آپؐ کی ہتک ہوتی تو یہ کیوں فرماتے۔بات اصل میں یہی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے آپؐ کی اتباع میں کسی نبی کے آنے سے ہتک نہیں بلکہ عزت ہے۔اب تک رسول کریمؐ کی اُمت سے صدیق،شہید اور صالح لوگ پیدا ہوتے رہے اور اب حضرت مرزا صاحبؑ کے آنے سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے نبوت بھی حاصل ہو سکتی ہے اور یہ فضیلت صرف آپ ہی کو حاصل ہے۔حضرت موسیٰؑ کی اُمت میں سے بھی نبی ہوئے ہیں مگر وہ ان کی غلامی اور اتباع سے نہیں ہوئے بلکہ علیحدہ مستقل طور پر ہوئے ہیں۔لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے وہ درجہ عطا کیا ہے کہ آپؐ کی اتباع سے نبی بن سکتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنا نام اُمتی نبی رکھا ہے۔بلحاظ اس کے کہ آپؑ دنیا کی اصلاح کے لئے آئے نبی تھے اور بلحاظ اس کے کہ آپؑ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہونے کی وجہ سے نبوت ملی اُمتی تھے۔میں نہیں سمجھ سکتا اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکر ہتک ہوتی ہے۔اس طرح تو آپؐ کے درجہ کے اور بھی بلند ہونے کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ جتنا بڑا کسی کا غلام ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ بڑا اس کا آقا ہوتا ہے۔چنانچہ حضرت مرزا صاحبؑ فرماتے ہیں :

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمدؐ ہے

(دافع البلاء صفحہ ۲۴۔روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۲۴۰)

خاتم النبیینؐ کے معنی

تو خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی بنا کر ثابت کر دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہنشاہ ہیں اور خاتم النبیینؐ کے یہ

معنی ہیں کہ آپؐ نبیوں کی مُہر ہیں چنانچہ امام بخاری کتاب المناقب میں ختم نبوت کی تشریح یہ کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پُشت پر مُہر تھی۔[عہ] اس تشریح سے ظاہر ہے کہ ختم کے معنی مہر ہیں نہ ختم کر دینے کے اور مہر تصدیق کے لئے ہوا کرتی ہے جس سے مُہر لگانے والے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ ورنہ آخر ہونا تو کوئی فضیلت نہیں ہے۔ فضیلت یہی ہے کہ جس جس نبی پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیقی مہر لگ گئی وہ سچا ثابت ہو گیا۔ جس قدر انبیاء مانے جاتے ہیں۔ کیا اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نبوت کی تصدیق نہ کرتے تو آج مسلمان ان کو نبی مانتے؟ ہرگز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گذشتہ انبیاءؑ کی نبوت کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیقی مہر ان پر ہو۔ اسی طرح آئندہ بھی وہی نبی ہوگا جو آپؐ کی مہر کی تصدیق رکھے گا۔ اس سے آپؐ کی بہت بڑی عظمت اور بڑائی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نے حضرت مرزا صاحبؑ کو قبول کیا ہے۔ فقط

تمت بالخیر

عہ بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبوۃ